تقریر

ایک مقدس عہد
(حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمدؓ کا ایفائے عہد)

یاد آئے گا تیرا حُسن ہمیں تیرا احسان یاد آئے گا
ہر قوم پر تری محبت کا عہد و پیمان یاد آئے گا

معزز سامعین! جماعتِ احمدیہ کی روشن تاریخ کے جماعتی وذیلی تنظیموں کے عہد کے باب اور تاریخ وسوانح حضرت مصلح موعودؓ کے باب کا جب بھی ہم مطالعہ کرتے ہیں یا آئندہ کرتے رہیں گے تو ہمیں وہ تاریخ ساز عہد یاد آتا رہے گا جو حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ نے اپنے والدِ محترم حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام کی وفات پر آپ کی میّت کے سرہانے بڑے عزم کے ساتھ یوں کیا تھا کہ

اے خدا! مَیں تجھ کو حاضر ناظر جان کر تجھ سے سچے دل سے یہ عہد کرتا ہوں کہ اگر ساری جماعت احمدیت سے پھر جائے تب بھی وہ پیغام جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعے تو نے نازل فرمایا ہے مَیں اس کو دنیا کے کونے کونے میں پھیلاؤں گا۔

اک جوانِ منحنی اٹھا بعزمِ استوار
اشکبار آنکھیں لبوں پر عہدِ راسخ دل نشیں
شوکتِ الفاظ بھرائی ہوئی آواز میں
کرب و غم میں بھی نمایاں عزم و ایمان و یقیں
میں کروں گا عمر بھر تکمیل تیرے کام کی
میں تری تبلیغ پھیلا دوں گا بر روئے زمیں
زندگی میری کٹے گی خدمتِ اسلام میں
وقف کردوں گا خدا کے نام پر جانِ حزیں

حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے خلافت سے قبل اپنی معرکہ آرا کتاب سوانح فضل عمرؓ جلد اول کے صفحہ 177 تا 179 میں اِس عہد کی تفصیل اور سیاق و سباق یوں تحریر فرمایا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تدفین کے بعد حضرت صاحبزادہ صاحب (مرزا بشیر الدین محمود احمد) صبر و عزم کا پیکر بنے ہوئے نہایت وقار کے ساتھ اپنے خالی گھر واپس تشریف لائے۔ وہ گھر جو اپنے پیارے باپ اور مقدس امام کے وجود سے خالی ہو چکا تھا۔ جس میں نہ تو امامت ورثہ کے طور پر پیچھے چھوڑی گئی تھی نہ ہی دنیا کے مال و اسباب اور نعمتوں کے سامان۔ لیکن جیسا کہ آپ کی بزرگ والدہ (حضرت اماں جانؓ) نے اپنے سب بچوں کو جمع کر کے وصیت فرمائی۔ حقیقت میں یہ گھر خالی نہ تھا۔ آپ نے فرمایا۔

”بچو! گھر خالی دیکھ کر یہ نہ سمجھنا کہ تمہارے ابا تمہارے لئے کچھ نہیں چھوڑ گئے۔ انہوں نے آسمان پر تمہارے لئے دعاؤں کا بڑا بھاری خزانہ چھوڑا ہے۔ جو تمہیں وقت پر ملتا رہے گا۔“

(الفضل 19 جنوری 1962ء)

پس اس دن کے بعد کی تاریخ اسی بھاری خزانے کی تقسیم کی تاریخ ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی صورت میں اس نوجوان پر خصوصیت کے ساتھ اور باقی بہن بھائیوں پر بالعموم حسب مراتب اللہ تعالیٰ کی طرف سے قدرِ معلوم کے مطابق نازل ہوتا رہا۔

صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود کی زندگی کا ایک نیا دور شروع ہوتا ہے اور اِس سفر کا آغاز ہوتا ہے جو اپنے مرحوم آقا سے جدائی کے بعد اس کی دعاؤں کے سائے تلے آپ کو تن تنہا طے کرنا تھا۔ یہ سفر ایک مخصوص منزل کی جانب اور ایک معین قبلہ کی طرف تھا۔ جس کی تعیین خود حضرت صاحبزادہ صاحب نے اپنے مرحوم باپ کی نعشِ مبارک کے سرہانے کھڑے ہو کر کی تھی۔ یہ ایک مقدس عہد تھا۔ جو آپ نے اپنے رب سے کیا اور پھر تا زندگی پوری وفا اور عزم اور ہمت کے ساتھ اس پر قائم رہے۔ اپنی زندگی کے ان عہد آفریں لمحات کا ذکر کرتے ہوئے آپؓ فرماتے ہیں۔

”حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آخری لمحے تھے اور آپ کے اردگرد مرد ہی مرد تھے۔ مستورات وہاں سے ہٹ گئی تھیں۔ چارپائی کے تینوں طرف مرد کھڑے تھے مَیں وہاں جگہ بنا کر آپ کے سرہانے کی طرف چلا گیا یا شاید وہاں نسبتاً کم آدمی ہوں۔

مَیں وہاں کھڑا ہوا اور مَیں نے دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی آنکھ کھولتے اِدھر اُدھر پھیرتے اور پھر بند کر لیتے اِن کی پُتلیاں اِدھر اُدھر مڑتیں اور پھر تھک کر اپنی آنکھوں کو بند کر لیتے۔ کئی دفعہ آپؑ نے اسی طرح کیا۔ آخر آپؑ نے زور لگا کر کیونکہ آخری وقت طاقت نہیں رہتی اپنی آنکھ کو کھولا اور نگاہ کو چکر دیتے ہوئے سرہانے کی طرف دیکھا۔ نظر گھومتے گھومتے جب آپ کی نظر میرے چہرے پر پڑی تو مجھے اس وقت ایسا محسوس ہوا جیسے آپؑ میری ہی تلاش میں تھے اور مجھے دیکھ کر آپؑ کو اطمینان ہو گیا۔ اس کے بعد آپ نے آنکھیں بند کر لیں۔ آخری سانس لیا اور وفات پا گئے۔ اس وقت مَیں نے سمجھا کہ آپؑ کی نظر مجھ ہی کو تلاش کر رہی تھی اور مَیں نے اپنے ذہن میں سمجھا کہ مَیں جو دعائیں کر رہا تھا۔ اس کا یہ نتیجہ ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا فرما دی کہ مَیں آخری وقت میں آپ کی آنکھوں کو دیکھ سکوں۔

آپ کی وفات کے معاً بعد کچھ لوگ گھبرائے کہ اب کیا ہوگا۔ انسان، انسانوں پر نگاہ کرتا ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ دیکھو! یہ کام کرنے والا وجود تھا یہ تو اب فوت ہو گیا اب سلسلہ کا کیا بنے گا؟ جب......اس طرح بعض اور لوگ مجھے پریشان حال دکھائی دیئے اور مَیں نے ان کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اب جماعت کا کیا حال ہوگا؟ تو مجھے یاد ہے گو مَیں اُس وقت 19 سال کا تھا مگر مَیں نے اُسی جگہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سرہانے کھڑے ہو کر کہا کہ **اے خدا! مَیں تجھ کو حاضر ناظر جان کر تجھ سے سچے دل سے یہ عہد کرتا ہوں کہ اگر ساری جماعت احمدیت سے پھر جائے تب بھی وہ پیغام جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعے تو نے نازل فرمایا ہے مَیں اس کو دنیا کے کونے کونے میں پھیلاؤں گا۔** انسانی زندگی میں کئی گھڑیاں آتی ہیں سستی کی بھی، چستی کی بھی، علم کی بھی، جہالت کی بھی، اطاعت کی بھی، غفلت کی بھی۔ مگر آج تک مَیں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ میری گھڑی ایسی چستی کی گھڑی تھی۔ ایسی علم کی گھڑی تھی۔ ایسی عرفان کی گھڑی تھی کہ میرے جسم کا ہر ذرہ اس عہد میں شریک تھا اور اُس وقت مَیں یقین کرتا تھا کہ دنیا اپنی ساری طاقتوں اور قوتوں کے ساتھ مل کر بھی میرے اس عہد اور اس ارادہ کے مقابلہ میں کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ شاید اگر دنیا میری باتوں کو سنتی تو وہ ان کو پاگل کی بڑ قرار دیتی بلکہ شاید کیا یقیناً وہ اسے جنون اور پاگل پن سمجھتی مگر مَیں اپنے نفس میں اس عہد کو سب سے بڑی ذمہ داری اور سب سے بڑا فرض سمجھتا تھا اور اس عہد کے کرتے وقت میرا دل یہ یقین رکھتا تھا کہ مَیں اس عہد کے کرنے میں اپنی طاقت سے بڑھ کر کوئی وعدہ نہیں کر رہا۔ بلکہ خدا تعالیٰ نے جو طاقتیں مجھے دی ہیں۔ انہیں کے مطابق اور مناسب حال یہ وعدہ ہے۔“

(الفضل 21 جون 1944ء)

معزز سامعین! خاندان میں بزرگ بالخصوص والدین میں سے کسی کی وفات ایک ایسا اندوہناک وقت ہوتا ہے کہ دُکھ، درد اور تکلیف کی اِس گھڑی میں والد یا والدہ کی بہت سی یادیں سر اٹھا رہی ہوتی ہیں۔ مرحوم والدین کی نیکیاں بار بار یاد آ کر عہد و پیمان کے بندھن میں انسان کو باندھ رہی ہوتی ہیں۔ انسان اُس وقت فلاح و بہبود اور ترقیات کے کئی منصوبے بناتا ہے اور اپنے مرحوم والدین کے نام پر ویلفیر ٹرسٹ جاری کرتا ہے۔

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد (خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ) نے بھی مورخہ 26 مئی 1908ء کو اپنے والدِ محترم حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام کی وفات پر آپؑ کی میّت کے سرہانے ایک عہد اپنے اللہ تعالیٰ سے اُس وقت کیا تھا جب بعض لوگوں کے چہروں پر ناامیدی کے آثار نظر آ رہے تھے اور اُن میں سے بعض برملا یہ کہہ رہے تھے کہ اب کیا ہوگا؟ جماعت کا کاروبارِ زندگی کیسے چلے گا۔ تو اُس وقت مسیح و مہدی دوراں کے اِس اولوالعزم بیٹے نے اُس عالی شان مشن کو آگے بڑھانے کا عزم باندھا جس مشن کو حضرت مسیح موعودؑ لے کر آئے تھے۔ اِس اولوالعزم بیٹے نے نہ صرف پختہ عہد باندھا بلکہ اپنی باقی ماندہ زندگی کے 57 سال اِس پختہ عزم کے ساتھ اپنے اس عہد پر قائم دائم رہے کہ دنیا دھنگ رہ گئی۔ آپؓ کے منصوبوں اور تحریکات سے جماعت کو ایسی ترقی ملی جس نے آئندہ زمانے میں ملنے والی فتوحات و ترقیات کے لئے کھاد کا کام کیا۔ آپؓ کے خلافت پر متمکن ہونے سے قبل کے پانچ سال اور پھر مسندِ خلافت پر بیٹھنے کے بعد کے 52 سالوں میں آپؓ کے منصوبوں کی بدولت جماعت کو جو برق رفتار ترقیات نصیب ہوئیں اُن کا وقت کی مناسبت سے خلاصہ آپ معزز سامعین کے سامنے رکھتا ہوں۔

سامعین! خلافت سے قبل اور ابا حضورؑ کی وفات کے بعد کے پانچ سالوں کی بات کریں تو آپؓ کے اندر جوانی کا خون دوڑ رہا تھا۔ آپؓ نئے نئے عزائم کے ساتھ جوانی کے اِس عالم میں آگے بڑھ رہے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کی بھی پوری آشیر آباد آپؓ کو حاصل تھی۔ آپؓ نے اس عرصہ میں اخبار الفضل اور رسالہ تشحیذ جاری کیا جس نے جماعت کی جڑوں میں پانی کا کام کیا اور آج تشحیذ تو نام نہاد مُلّاں کے زیرِ اثر پاکستانی حکومت کی طرف بندش کا شکار ہے۔ لیکن جتنا عرصہ یہ جاری رہا وہ اپنی خوشبو ہر سُو بکھیرتا رہا اور حضرت مصلح موعودؓ کی یاد دلاتا ہوا یہ رسالہ نونہالانِ جماعت کی تعلیم و تربیت کا فریضہ بڑی کامیابی کے ساتھ کرتا رہا۔

اِسی طرح الفضل کو لیں۔ مشکلات کا سفر طے کرتا ہوا اب یہ اخبار روزنامہ کے طور پر علمی و روحانی خوشبو بکھیر رہا ہے۔ اِس کے قارئین کی تعداد سینکڑوں سے نکل کر لاکھوں میں داخل ہو چکی ہے۔ اِس علمی نہر کو بھی پاکستان میں جبری بندش کا سامنا ہے۔ جسے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت پر الفضل آن لائن کی صورت میں جاری کیا گیا جو لاکھوں کی تعداد میں احمدی افراد کی روحانی پیاس بجھاتا ہوا الفضل انٹرنیشنل میں ضم ہوا۔ یوں اِس کے ذریعہ اسلام احمدیت کا پیغام دنیا کے کناروں تک پہنچ رہا ہے اور حضرت مصلح موعودؓ کی یادیں تازہ ہوتی ہیں اور آپؓ نے اپنے والد محترم کی میت کے سرہانے اسلام کے نشاۃ ثانیہ کا جو عہد کیا تھا۔ وہ عہد اس اخبار کے ذریعہ بڑی شان سے پورا ہوتا دکھائی دیتا ہے۔

سامعین کرام! اِسی پر بس نہیں بلکہ اِس اولوالعزم نے جس مستعدی کے ساتھ اپنے اس عہد کو نبھایا اِس پر تمام جماعت گواہ ہے۔ خلافت اولیٰ کا دور ایک نہایت کٹھن دور تھا جس میں خلافت راشدہ کے طریق پر اس دور میں بھی خلافت جیسے نظام کے قیام اور حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے انتخاب سے لے کر تمام اندرونی فتن کے مقابلوں تک یہ اولوالعزم اپنے عہد پر پوری طرح سے قائم رہا اور ہمیشہ اس کے استحکام کی پاسداری کی۔ حضرت خلیفہ اولؓ کا کامل مطیع اور باوفا، سلطان نصیر بنا رہا اور حضرت مسیح موعودؑ کے پیغام کو جو حقیقی معنوں میں خدا اور اس کے رسول حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی پیغام ہے دنیا میں پھیلانے کے لئے کوشاں رہا۔ گویا کوئی دقیقہ فروگزاشت کئے بغیر آپؓ دین کی اشاعت اور جماعت کی تعلیم و تربیت میں ہمہ تن مصروف رہے۔ ہر ممکن کوشش کی کہ سلسلہ کی تبلیغ کا کام کبھی نہ رکے اور اس کے لئے کسی بھی قسم کی قربانی سے کبھی دریغ نہ کیا اور پھر ساتھ ساتھ ذہنی، علمی اور روحانی صلاحیتوں میں بھی جلد جلد بڑھتے رہے، تحریر و تقریر کا ملکہ بھی ترقی پکڑتا گیا۔ کیا اپنے، کیا بیگانے سب متاثر ہوئے بغیر نہ رہے۔ ماہنامہ تشحیذ الاذہان کے مضامین اور خلافت اولیٰ میں تربیتی اور دینی مسائل پر تقاریر اس بات کا منہ بولتا ثبوت تھیں کہ اس میں خدا کی روح ہے۔ دنیا آج بھی ان علوم کے انوار کو پڑھتی ہے تو یاد کرتی ہے۔

اے بشیر الدین، اے محمود، اے فضل عمر!
تُو ہے اسم بامسمّٰی اے ہمارے راہبر!

مکرم ملک حبیب الرحمن صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی انسپکٹر آف اسکولز تحریر کرتے ہیں۔

”شجاع آباد میں کئی دفعہ مشہور احراری لیڈر قاضی احسان احمد صاحب جو اُس وقت نوعمر تھے میرے پاس آیا کرتے تھے۔ دو تین دفعہ انہوں نے کہا کہ آپ کے خلیفہ صاحب اس قدر ذہین ہیں اور ان کا دماغ اتنا اعلیٰ ہے کہ ہماری سکیمیں فیل کر دیتے ہیں۔“

(سیدنا حضرت مصلح موعودؓ از ادارہ الفضل آن لائن لندن صفحہ 158)

سامعین! مَیں اب آپ کے سامنے آپؓ کی خدمات کا ایک اجمالی خاکہ رکھتا ہوں۔

جس سے باآسانی یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ آپؓ نے اپنے اللہ سے کئے گئے عہدِ مقدس کو کس سُرعت کے پایہ تکمیل کی طرف لے گئے۔ یہ اجمالی خاکہ یوں ہے۔

100 کے قریب علمی، تربیتی اور روحانی تحریکات

311 خانہ ہائے خدا کی بیرونی ممالک میں تعمیر

46 ممالک میں احمدیہ مشن ہاؤسز کا قیام

164 واقفین زندگی کو بیرون ممالک دعوت الی اللہ کے لئے بھجوانا

16 زبانوں میں تراجم قرآن کی اشاعت

24 ممالک میں 74 تعلیمی مراکز کا قیام

28 دینی مدرسوں اور 17 ہسپتالوں کا قیام

225 کتب و رسائل کی تصنیف

10 ہزار صفحات پر پھیلی ہوئی قرآنی تفسیر و تشریح

وہ سخت ذہین اور فہیم اور ذکی تھا
پُر علم تھا وہ ظاہر و باطن میں تقی تھا
اے فضلِ عمر زندہ ہے ہر لحہ ترا نام
تاریخ کے سینے پہ چمکتا ہے ترا کام

حضورؓ کا اپنا بیان اور غیروں کا اعتراف

آپؓ فرماتے ہیں:

”وہ کون سا اسلامی مسئلہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعے اپنی تمام تفاصیل کے ساتھ نہیں کھولا۔ مسئلہ نبوت، مسئلہ کفر، مسئلہ خلافت، مسئلہ تقدیر، قرآنی ضروری امور کا انکشاف، اسلامی اقتصادیات، اسلامی سیاسیات اور اسلامی معاشرت وغیرہ پر تیرہ سو سال سے کوئی وسیع مضمون موجود نہیں تھا۔ مجھے خدا تعالیٰ نے اس خدمتِ دین کی توفیق دی۔“

پھر فرمایا:

”مجھے کوئی لاکھ گالیاں دے، مجھے لاکھ بُرا بھلا کہے جو شخص اسلام کی تعلیم کو دنیا میں پھیلانے لگے گا اُسے میرا خوشہ چین ہونا پڑے گا اور وہ میرے احسان سے کبھی باہر نہیں جاسکے گا۔“

(خلافت راشدہ صفحہ 254-256)

اب آپؓ کے بارہ میں ایک متعصب، مخالف اور سخت دشمن مولوی ظفر علی خان کا بیان سنئے۔ تاریخی الفاظ میں یوں اعتراف کرتا ہے:

”احراریو! کان کھول کر سن لو۔ تم اور تمہارے لگے بندھے مرزا محمود کا مقابلہ قیامت تک نہیں کرسکتے۔ مرزا محمود کے پاس قرآن اور قرآن کا علم ہے۔ تمہارے پاس کیا دھرا ہے...... مرزا محمود کے پاس مبلغ ہیں۔ مختلف علوم کے ماہر ہیں۔ دنیا کے ہر ملک میں اُس نے جھنڈا گاڑ رکھا ہے۔“

(ایک خوفناک سازش صفحہ 196)

آپؓ کے 52 سالہ دور خلافت کا ایک ایک ورق اس بات کی شہادت کے لئے حاضر ہے کہ کس طرح اپنوں نے جانچا۔ غیروں نے پرکھا اور بار بار پرکھا۔ وہ آزمایا گیا اور وہ ستایا گیا مگر وہ تو تھا ہی کوہِ وقار، عزم کی چٹان اور ہمتوں کا شہزادہ۔ احرار نے ٹکر لی، حکومت نے طاقت آزمائی کی، سیاست دانوں نے چالیں چلیں، شعراء نے سحر کاری کی مگر سوائے شرمندگی اور نامرادی کے کسی کے ہاتھ میں کچھ بھی تو نہ آیا۔ اس کا تو ایک ہی ماٹو اور ایک ہی نصب العین تھا۔

سامعین! 1934ء میں جب احرار نے فتنہ کھڑا کیا انہوں نے احمدیت کے نور کو اپنے منہ کی پھونکوں سے بجھانا چاہا۔ انہوں نے قوم کے لیڈروں اور حکومت کی آشیر باد سے دنیائے احمدیت پر حلہ بول دیا اور قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجا دینے کا اعلان کر دیا تو اس وقت خدائے تعالیٰ کا یہ بلند ہمت اور پُرعزم شیر دھاڑا اور فرمایا۔

”دنیا کی تمام طاقتیں جمع ہیں۔ احراری بھی ہیں، پیرزادے بھی ہیں، دیوبندی بھی ہیں.....شاعر اور فلاسفر بھی ان کے ساتھ ہیں...... گویا دنیا اپنی تمام طاقتیں احمدیت کو کچلنے پر صرف کرنے کے لئے آمادہ ہو رہی ہیں..... اپنی ساری طاقتیں جمع کر کے احمدیت کو مٹانے کے لئے تل جاؤ پھر بھی یاد رکھو کہ سب کے سب ذلیل و رسوا ہو جاؤ گے.....“

(الفضل 30 مئی 1935ء)

آپؓ کو مخالفین کے لئے نرمی اختیار کرنے کا مشورہ دیا گیا تو آپؓ نے ایک یقینِ کامل کے ساتھ واضح کر دیا کہ جس قدر فتنہ بڑھتا ہے اسی قدر ہمیں یقین ہوتا جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ جماعت احمدیہ کی تائید میں کوئی نشان دکھانا چاہتا ہے اور آپ کسی قسم کی مداہنت اور نرمی کر کے خدا تعالیٰ کے نشان کو ڈھندلا نہیں کرنا چاہتے تھے۔ چنانچہ ایسے نازک وقت میں جبکہ قادیان مخالفت کے خوفناک طوفانوں کی لپیٹ میں تھا آپؓ نے فرمایا۔

”خدا مجھے اور میری جماعت کو فتح دے گا کیونکہ خدا تعالیٰ نے جس راستہ پر مجھے کھڑا کیا ہے وہ فتح کا راستہ ہے جو تعلیم مجھے دی ہے وہ کامیابی تک پہنچانے والی ہے اور جن ذرائع کے اختیار کرنے کی اس نے مجھے توفیق دی ہے وہ کامیاب و بامراد کرنے والے ہیں اس کے مقابلہ میں زمین ہمارے دشمنوں کے پاؤں سے نکل رہی ہے اور میں ان کی شکست کو ان کے قریب آتے دیکھ رہا ہوں وہ جتنے زیادہ منصوبے کرتے اور اپنی کامیابی کے نعرے لگاتے ہیں اتنی ہی نمایاں مجھے ان کی موت دکھائی دیتی ہے۔“

(الفضل 30 مئی 1935ء)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ کا یہ اعلان بدر کے موقع پر پھینکی جانے والی کنکریوں کی مٹھی ثابت ہوا جس نے آن واحد میں مخالفوں کی آنکھوں کو اندھا کر دیا اور وہ خائب و خاسر رہے بلکہ اس طوفان کی کوکھ سے تحریک جدید کا وہ شگوفہ پھوٹا جس کے خوشنما پھولوں سے آج ایک عالم معطر ہو رہا ہے۔

آپؓ کبھی بڑی سے بڑی مخالفت سے بھی نہ گھبرائے اور ہمیشہ اپنے خدا پر یقین رکھا۔ 1953ء کے طوفان بے تمیزی کے موقع پر جبکہ دشمن جماعت کو کھا جانے کے لئے تیار تھا ملک میں لاقانونیت تھی امن و امان قائم کرنے والی طاقتیں بے بس دکھائی دے رہی تھیں۔ روزنامہ الفضل کی بندش کر کے امامِ جماعت اور افرادِ جماعت کے درمیان رابطے کے اہم ذریعے کو منقطع کر دیا گیا تو اس وقت آپؓ نے جماعت کو ایک پُرعزم راہنما کے طور پر تسلی دیتے ہوئے لاہور سے جاری کردہ "فاروق" اخبار کے پہلے ہی پرچہ میں پیغام دیا۔

”الفضل کو ایک سال کے لئے بند کر دیا گیا ہے احمدیت کے باغ کو جو ایک ہی نہر لگتی تھی اس کا پانی روک دیا گیا ہے پس دعائیں کرو اور اللہ تعالیٰ سے مدد مانگو ان شاء اللہ فتح ہماری ہے۔ کیا آپ نے گزشتہ 40 سال میں کبھی دیکھا ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے چھوڑ دیا؟ تو کیا اب وہ مجھے چھوڑ دے گا؟ **ساری دنیا مجھے چھوڑ دے مگر وہ ان شاء اللہ مجھے کبھی نہیں چھوڑے گا سمجھ لو کہ وہ میری مدد کو دوڑا چلا آرہا ہے وہ میرے پاس ہے وہ مجھ میں ہے خطرات ہیں اور بہت ہیں مگر اس کی مدد سے سب دور ہو جائیں گے۔**“

(سوانح فضل عمر جلد 4 صفحہ 352)

آپؓ نہ صرف خود اشاعتِ اسلام اور اِس عہد مقدس پر کاربند رہے بلکہ آپؓ نے یہ روح اپنے متبعین کے اندر پیدا کر دی۔ چنانچہ خدام الاحمدیہ کو اِن جلالی الفاظ میں مخاطب ہوئے۔

”ہر خادم یہ سمجھے کہ احمدیت کا ستون مَیں ہوں۔ اگر مَیں ذرا ہلا اور میرے قدم ڈگمگائے تو میں سمجھوں گا یہ احمدیت پر زد آگئی ہے۔“

(سیرت مصلح موعود از ادارہ الفضل آن لائن صفحہ 56)

پھر ایک اور موقع پر خدام کو توجہ دلائی کہ تمہارے چہرہ کے پیچھے اسلام کا چہرہ ہے۔ اگر آپ کا چہرہ ذرا ہلا تو دشمنوں کے تیر اسلام کے چہرہ کو لگ کر گزند پہنچائے گا۔

حضرت مصلح موعودؓ کا عزم اِس قدر بلند تھا کہ ایک دفعہ فرمایا کہ اِس وقت دنیا میں 1300 زبانیں بولی جاتی ہیں۔ اِن تمام زبانوں میں قرآن کریم کا ترجمہ ہونا ضروری ہے۔

(سیدنا حضرت مصلح موعودؓ از ادارہ الفضل آن لائن صفحہ 116)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد خلافت کو مخالفین کی طرف سے مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ اُس وقت حضرت مصلح موعودؓ نے احباب جماعت کو راتوں کو اُٹھنے اور اُٹھ کر نمازیں پڑھنے اور فتنہ سے محفوظ رہنے کے لئے دعاؤں کی طرف توجہ دلائی اور مسلسل توجہ دلاتے رہے کہ خلافت محفوظ چلی جائے۔ پیغامیوں نے حضورؓ پر طعنے لگائے کہ مرزا محمود پریشان ہے اور دعاؤں کا کہتا پھر رہا ہے۔ اس پر آپؓ نے فرمایا کہ کیا دعا کرنا منع ہے۔ خلافت کی حفاظت اور استحکام کے لئے دعاؤں، نوافل اور نمازوں کی تحریک اُسی مقدس عہد کا ہی حصّہ تھا جو آپؓ نے اپنے والدِ محترم کی میت کے سرہانے کھڑے ہو کر کیا تھا۔

حضرت شیخ محمد اسماعیل سرساویؓ نے لکھا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ فرمایا کرتے تھے کہ میاں محمود میں اِس قدر دینی جوش پایا جاتا ہے کہ مَیں بعض اوقات اِن کے لئے خاص طور پر دعا کرتا ہوں۔

(الفضل آن لائن 19 فروری 2022ء)

سامعین! آپؓ نے اپنے اِس مقدس عہد کو نبھانے کے لئے بیسیوں تحریکات فرمائیں۔ اُن میں سے تحریک جدید اور وقف جدید کی تحریکات بھی ہیں جنہوں نے جماعت کی ترقیات اور فتوحات میں نمایاں کردار ادا کیا اور جماعت قادیان سے نکل کر 220 سے زائد ممالک میں اپنے جھنڈے گاڑ چکی ہے۔ جہاں کلمہ طیبہ کا جھنڈا بلند ہوا۔ جہاں قرآن کریم کی پیاری و حسین تعلیم پھیلائی جا رہی ہے اور جہاں اسلامی تعلیمات کو عام کیا جا رہا ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجنے والے کثرت سے موجود ہیں۔ پھر آپؓ کی طرف سے قائم ہونے والی ذیلی تنظیمیں جہاں آپؓ کے اِس مقدس عہد کی تکمیل میں آبیاری کا کام کر رہی ہیں وہاں اِن تنظیموں کا قیام جماعت احمدیہ پر ایک احسانِ عظیم ہے جس سے وہ راہیں اُستوار ہوتی گئیں اور ہوتی جا رہی ہیں جس سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن کی تکمیل آسان ہو رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ غیر بھی اب جماعت کی ترقی اور استحکام کے معترف ہیں۔ جیسے جناب شوکت تھانوی نے لکھا کہ

”احمدی حضرات کے اسلامی جوش، اِن کے اسلامی اصولوں پر سختی سے کاربند ہونے اور تبلیغ و اشاعتِ اسلام کے سلسلہ میں اِن کی دیوانہ وار سرگرمیوں کو ہم بے شک نہایت قدر کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔“

(مابدولت (آپ بیتی) صفحہ 182۔ از الفضل 21 اکتوبر 2023ء)

آپؓ کے عزم کو دیکھ کر ہی معاند احمدیت مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب نے لکھا کہ

”میں سمجھتا تھا کہ یہ سلسلہ احمدیہ صرف مرزا صاحب (حضرت مسیح موعودؑ) کی زندگی تک ہی ہے لیکن اِن کے فرزند ارجمند کے اس مضمون کو پڑھ کر مَیں یقین کرتا ہوں کہ آپ یہ سلسلہ چلا لیں گے۔“

(سیدنا مصلح موعود از الفضل آن لائن صفحہ 143)

اللہ تعالیٰ حضرت مصلح موعودؓ کے درجات بلند کرتا رہے اور ہم سب کو چھوٹا مصلح موعود بن کر اِس عہدِ مقدس کی مکمل تکمیل کے لئے سعی کرنے کی توفیق دیتا رہے۔

اے فضل عمر! تیرے اوصاف کریمانہ
بتلا ہی نہیں سکتا میرا فکرِ سخندانہ
ہر روز تو تجھ جیسے انسان نہیں لاتی
یہ گردشِ روزانہ یہ گردش دورانہ

✡✡✡✡